موجودہ جماعت اپنی زندگی میں ایک کروڑ نئے احمدی پیدا کرے

دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں عہدیداران جماعت کو نصائح۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ نومبر ۱۹۹۱ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

گزشتہ خطبہ میں میں نے ذکر کیا تھا کہ آئندہ انشاء اللہ دعوت الیٰ اللہ کے مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے نسبتاً زیادہ تفصیل کے ساتھ امرائے جماعت، صدران اور عہدیداران کو ہدایات دوں گا۔ اس مضمون کا براہ راست تعلق تو عہدیداران سے ہی ہے کہ انہیں کس طرح کام کروانا چاہئے۔ خطبہ کے لئے میں نے اسے اس لئے چنا ہے کہ یہ کام تو میں بڑی دیر سے کرتا چلا آرہا ہوں اور جہاں جہاں جس جس ملک میں دورے پر گیا ہوں وہاں ہمیشہ اس موضوع پر کسی نہ کسی جگہ ضرور خطاب کیا ہے اور عہدیداران کو بٹھا کر تفصیل سے سمجھانے کی کوشش کی ہے، جماعتی عہدیداران کو بھی اور ذیلی تنظیموں کے عہدیداران کو بھی کہ انہیں دعوت الی اللہ کا کام کیسے کرنا چاہئے لیکن اس کے باوجود وہ نتیجہ پیدا نہیں ہوا جس کی مجھے لازماً توقع تھی۔ ہر ملک کا ایک حال نہیں۔ بعض ممالک میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری توقعات سے بھی بڑھ کر نتیجے ظاہر ہوئے کیونکہ جن لوگوں کو مخاطب کر کے میں نے بات کی انہوں نے تقویٰ کے ساتھ انکساری کے ساتھ، اپنے آپ کو بڑا اور عقلمند سمجھتے ہوئے نہیں بلکہ عاجز بندوں کی طرح نصیحت کو سنا اور اس پر دیانتداری سے عمل کی کوشش کی اور اپنی انا کو بیچ میں حائل نہیں ہونے دیا۔ میں جب یہ کہتا ہوں تو مراد یہ نہیں کہ باقی سب نے ایسا کیا ہے بلکہ امر واقعہ یہ ہے

کہ خدا کے فضل سے اگر جماعت کے تمام عہدیداران نہیں تو بھاری اکثریت متقی ہے اوران کی انا کچلی جاتی ہے تو وہ خدمت کے لئے آگے آتے ہیں لیکن اس کے باوجود انا کے بہت سے مخفی پہلو ہیں جو کسی نہ کسی رنگ میں انسان کے کاموں میں بھی اوراس کی سوچوں میں بھی حائل ہوتے رہتے ہیں اور جہاں تک میں نے غور کیا ہے سوائے انبیاء کے کسی کی انا ہمیشہ کے لئے کلیۃً کچلی نہیں جاتی اس لئے میں جب یہ کہتا ہوں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں ان کو نعوذ باللہ ادنیٰ سمجھتا ہوں یا تقویٰ کے خلاف باتوں میں ملوث دیکھتا ہوں بلکہ یہ ساری جماعت کے لئے ایک عام نصیحت ہے کہ اپنی انا سے ہمیشہ خبردار رہیں۔ وہ دب جاتی ہے لیکن مٹتی نہیں اور موقع کی تلاش میں رہتی ہے۔اس کا حال جراثیم کی طرح ہے صحت مند انسان کے جسم میں بھی وہ جراثیم اس کے خون میں دوڑ رہے ہوتے ہیں لیکن انہیں موقعہ نہیں ملتا کہ وہ نشوونما پاسکیں کیونکہ صحت مند جسم ان کو دبا کر رکھتا ہے اور اجازت نہیں دیتا کہ وہ سر اٹھائیں لیکن حقیقت میں کامل طور پر اگر کسی کی انا مری ہے تو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی ہی انا ہے کیونکہ آپ نے انا کا نام ہی شیطان رکھا ہے اور شیطان کے متعلق فرمایا کہ ہر انسان کی رگوں میں دوڑ رہا ہے۔اس کی نسوں میں دوڑ رہا ہے۔اس کے وجود کے اندر شامل ہے۔اس پر کسی نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے اندر بھی شیطان ہے۔آپؐ نے فرمایا ہاں ہے لیکن مسلمان ہو چکا ہے (حوالہ۔۔۔)

تو انسانی فطرت کے اندر یہ جو سر اٹھانے کا اور کسی نہ کسی رنگ میں اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کا فطری جذبہ ہے اسی کا نام حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے شیطان رکھا ہے اور آپ کا یہ فیصلہ قرآن پر مبنی ہے کیونکہ قرآن نے سب سے پہلے شیطان کا جو تعارف کرایا ہے وانانیت کے سر اٹھانے والے ایک وجود کے طور پر پیش فرمایا ہے اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ (الاعراف: ۱۳) کی آواز والے شیطان بھی ہوں گے اور ہوتے ہیں۔انسانی شکلوں میں بھی اوراس کے علاوہ بھی ممکن ہیں لیکن ایک شیطان جو محقق ہو چکا ہے جس کے متعلق ہمیں آخری دربار سے آخری فیصلہ مل گیا ہے وہ انسانی فطرت کے اندراس کی انانیت ہے۔

پس وہ عہدیداران جو انانیت کو کچلنے میں زیادہ اعلیٰ مقامات پر فائز ہوتے ہیں وہ ہمیشہ نصیحتوں سے زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن صرف یہی ایک روک نہیں ہے جو حائل ہے۔انسانی فطرت کے اندر بات سن کر اثر کو قبول کرنے کا مادہ بھی ہے اور بات سننے کے کچھ عرصہ بعد اس کو بھلا دینے کا مادہ بھی ہے اسی لئے قرآن کریم نے بار بار اور بار بار اور بار بار نصیحت کا حکم دیا ہے

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو **مذکر** کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ ان کی مستقل صفت بن چکی تھی یعنی آج یا کل یا کبھی کبھی اتفاقی نصیحت کرنے والے نہیں تھے بلکہ ہمیشہ کی زندگی میں ہر مشغلے میں نصیحت ان کے وجود کا حصہ بن گئی تھی اور آپ کی ذات میں وہ نصیحت ایسی شامل ہو چکی تھی کہ خدا نے خود آپ کا **مذکر** ہمیشہ کا دائمی نصیحت کرنے والا نام رکھ دیا۔

پس اس لئے بھی نصیحت کی ضرورت پڑتی ہے۔ضروری نہیں کہ انانیت کا ہی کوئی شعبہ سر اٹھا رہا ہو۔انسانی غفلت ہے، کمزوریاں ہیں جو نصیحت کو سن کر ان کو بھلا دینے کی طرف انسان کو مائل کر دیتی ہیں۔پس اس پہلو سے جب میں عہدیداران کو نصیحت کرتا ہوں یا ان کے متعلق بعض دفعہ یہ تبصرے کرتا ہوں تو ان کی دل آزاری ہرگز مقصود نہیں۔میں امید رکھتا ہوں وہ تحمل سے سنیں گے اور یہ واقعاتی تبصرے ہیں۔ان سے مفر نہیں یعنی ان کو بیان کئے بغیر بات پوری کھلے گی نہیں۔واقعہ یہی ہے کہ میں کہتا چلا جاتا ہوں اور پیچھے سے باتیں بھلائی چلی جاتی ہیں اور یہ سلسلہ بڑی دیر سے جاری ہے۔چنانچہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ساری جماعت کو وہ باتیں سمجھاؤں کیونکہ ساری جماعت کو اگر علم ہو کہ ہمارے متعلق یہ توقعات ہیں۔یہ ہمیں لائحہ عمل دیا جا رہا ہے تو اگر عہدیداران کبھی غافل بھی ہوں تو جماعت ان کو بیدار کرے گی اور جماعت کے علم میں براہ راست آئے گا کہ ہم سے کیا توقعات ہیں اور ہمیں ان توقعات کو پورا کرنے کے لئے کیا مدد دی جارہی ہے یا کیا مدد دی جانی چاہئے۔

اس ضمن میں پہلی بات تو میں یہ سمجھانی چاہتا ہوں کہ معلومات کی کمی خود بہت بڑے نقصان کا موجب بنتی ہے۔اب جو خطبے میں دوں گا مجھے امید ہے کہ اس کے نتیجہ میں فائدہ پہنچے گا کیونکہ معلومات عام ہوں گی لیکن جو نصیحتیں میں کرتا رہا ہوں ان کو جماعت تک پہنچایا نہیں گیا اور جماعت کی بھاری اکثریت ان سے غافل ہے۔ان کو علم ہی نہیں کہ کیا توقعات تھیں، کس طرح ان توقعات کو پورا کرنے کے لئے میرے ذہن نے نقشے بنائے اور کس طرح میں نے احباب جماعت کو عہدیداران کو سمجھانے کی کوشش کی؟ معلومات کی کمی کا یہ حال ہے کہ اکثر احباب جماعت کو جو ترقی یافتہ ممالک میں رہتے ہیں اور مستعد ہیں اور جہاں ذرائع ابلاغ بہت ہی اعلیٰ درجے کے اور ہر شخص کو مہیا ہیں، وہاں بھی عام باتوں کا بھی احباب جماعت کو علم نہیں ہے۔مثلاً ان کا اگر کوئی دوست بنتا ہے جو بلغارین زبان بولنے والا ہے تو وہ گھبرا کر مجھے خط لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا بلغارین زبان میں بھی کوئی لٹریچر

موجود ہے۔بعض دفعہ عربی کے متعلق پوچھتے ہیں کہ کوئی کیسٹ ہو، کوئی ابتدائی معلومات کی کتابیں ہوں تو ہمیں بتائی جائیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو یہ پتہ ہی نہیں کہ جماعت اس وقت تک لٹریچر کی تیاری میں اور آڈیو ویڈیو سامانوں کی تیاری میں کس حد تک آگے جا چکی ہے اور کیا کیا چیزیں مہیا ہو چکی ہیں؟ اگر کثرت کے ساتھ یہ معلومات بہم پہنچائی جائیں اور جماعت کے اخبارات ورسائل میں بار بار یہ بیان کی جائیں اور عہدیداران کے ذریعہ بھی اعلان کروائے جائیں۔کبھی کبھی چھوٹے چھوٹے بروشرز، چھوٹے چھوٹے خوبصورت پمفلٹ شائع کر کے ان میں بھی تمام احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے بتایا جائے کہ ہمارے پاس یہ یہ چیزیں بھی ہیں۔کبھی آپ کو ضرورت ہو تو ان کو استعمال کر کے دیکھیں اور اس کے نتیجہ میں آپ کے لئے تبلیغ کی راہیں آسان ہوں گی۔

خدا کے فضل سے اس وقت تک اتنی زبانوں میں لٹریچر تیار ہو چکا ہے کہ خود وہ لوگ جن کی زبانوں میں لٹریچر ہے وہ جب دیکھتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں اور بعض ایسے مخالفین جو اس سے پہلے جماعت کے شدید مخالف تھے انہوں نے جب جماعت کی بعض نمائشوں میں اس لٹریچر کو دیکھا تو بڑے زور کے ساتھ گواہی دی کہ وہ سب جھوٹے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ تم مسلمان نہیں ہو کیونکہ اسلام کی اتنی خدمت اور ایسے احسن رنگ میں اسلام کی خدمت کبھی کسی کو دنیا میں اس کی توفیق نہیں ملی۔ان کی مراد اس زمانہ سے ہے نعوذ باللہ وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے کو شامل کر کے تو یہ نہیں کہتے ،تو کبھی کا لفظ جب بھی کبھی بولتے ہیں تو مراد یہ ہے کہ ہمارے علم میں ہمارے موجودہ زمانہ میں ہم نے کسی اور کو نہیں دیکھا کہ ایسی خدمت کرتا ہو۔اسی طرح مختلف ایمبیسیز (Embassies) ہیں ان کے نمائندے مختلف ممالک میں جا کر احمدی لٹریچر کو دیکھتے ہیں تو غیر معمولی طور پر دلچسپی لینے لگ جاتے ہیں۔

لیکن اس سلسلہ میں لاعلمی کی جو کوتاہیاں ہیں ان کا آغاز خود امیر جماعت یا عہدیداران سے ہے مثلاً ان کو سرسری علم تو ہے کہ ہمارے پاس رشین زبان میں قرآن کریم کے تراجم موجود ہیں لیکن یہ نہیں پتہ کہ ایک ہیں دو ہیں، تین یا چار ہیں کسی کو دے بھی سکتے ہیں کہ نہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جو پارسل گئے وہ کھل کر کسی جگہ لگ گئے اور مزید تفصیل سے دلچسپی نہیں لی گئی کہ ان کو آگے استعمال بھی کرنا ہے کہ نہیں۔پس معلومات سرسری بھی ہوا کرتی ہیں اور گہری بھی اور گہری معلومات کا تعلق ذاتی دلچسپی سے ہے۔مثلاً اگر مجھے کوئی کتاب آئے تو بعض دفعہ میرا دل چاہتا ہے کہ فوراً

جماعت کے صائب الرائے لوگوں کو، دانشوروں کو یہ کتاب ضرور پہنچائی جائے ۔ایسی صورت میں بعض دفعہ ان کی فوٹو کا پیز کروا کر امراء کو بھجوائی جاتی ہیں۔بعض اور دانشوروں کو بھجوائی جاتی ہیں کیونکہ مجھے اس میں دلچسپی ہے اور اس بات میں دلچسپی ہے کہ جماعت کے زیادہ سے زیادہ دوستوں کو بعض امور کا علم ہو اور ان کے اندر جستجو کا شوق ہو لیکن اگر ایک امیر اس میں دلچسپی نہیں لیتا تو اس کی معلومات سرسری رہیں گی ۔اگر وہ دلچسپی لے گا تو مثلاً جب اس کو پتہ چلا کہ آج ہمارے پاس روسی زبان میں قرآن کریم کا تحفہ آیا ہے تو وہ کہے گا کہ کتنے ہیں ۔اس سے فائدہ کس طرح اٹھانا ہے ۔بعض رشینز Russians کی تلاش کی جائے وہ ہیں کہاں؟ ان کو پہنچانے کا انتظام کیا جائے ۔معلوم کیا جائے کہ ان پر کیا تاثرات پیدا ہوتے ہیں لیکن چونکہ بات وہیں ختم کر دی گئی اس لئے مزید معلومات حاصل نہیں کی گئیں ۔پھر اچانک مجھے خط ملا (میں مثالیں دے رہا ہوں نام نہیں لوں گا) کہ آپ نے ہدایت کی تھی کہ ایمبسڈرز کو بلاؤ دعوت دے کر اور نمائش دکھاؤ اور ان سے رابطے پیدا کرو ہم نے روسی ایمبسڈر کو بلایا اس نے بہت خوشی سے دعوت کو قبول کیا لیکن ہمیں بہت شرمندگی ہوئی کہ جب اس نے قرآن کریم خریدنے کی خواہش ظاہر کی اور ہم نے دیکھا تو ایک ہی نسخہ تھا جو لائبریری کے لئے تھا اور اس کے سٹاف نے بھی بڑی دلچسپی لی لیکن ہم نے ان کو پتے لکھ دیئے ہیں کہ کہاں سے منگوائے جا سکتے ہیں۔

اب یہ تو کوئی بات ہی نہیں ۔ بڑے ہی افسوس کی بات ہے کہ جب آپ دعوت دیتے ہیں تو آپ کو کم سے کم یہ توقع تو کرنی چاہئے کہ جو چیز دکھائیں گے جس کی وہ زبان ہے اس میں وہ اگر کسی لٹریچر میں دلچسپی لے گا کسی کتاب میں دلچسپی لے گا تو مانگے گا بھی تو سہی اور اگر نہ بھی مانگے تو کچھ نہ کچھ تو اس کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے آپ کو زائد ضرور رکھنا چاہئے تو معلومات کی کمی اور معلومات میں دلچسپی کی کمی دونوں عملاً ایک ہی نتیجہ پیدا کرتے ہیں اور وقت کے اوپر وہ ضرورت کی چیز کام نہیں آ سکتی ۔پس معلومات پہنچانی ہیں اس طرح نہیں جیسے سر سے بوجھ اتارا جائے ایک دفعہ ایک لسٹ شائع کر کے اگر آپ ساری جماعت میں تقسیم کروا دیں تو یہ معلومات پہنچانا میرے نزدیک نہیں ہے کیونکہ میں معلومات ان باتوں کو کہتا ہوں جن میں وہ دلچسپی پیدا ہو، جن کو انسان استعمال کر سکتا ہو ورنہ وہ معلومات جو عمل کی سطح پر ذہن کے سامنے حاضر نہ رہیں وہ رفتہ رفتہ لاشعور میں دبنی شروع ہو جاتی ہیں اور ایسے ہی ہے جیسے نہ ہوں پس معلومات پہنچانا اور بیدار مغزی کے ساتھ ان کو لوگوں کے

پیش نظر رکھنا اوراس طریق پر الٹتے پلٹتے رہنا کہ انسانی ذہن جو نیند کا عادی ہے وہ کچھ دیر کے لئے تو بیدار رہواوراتنی چیز اس کے سامنے ہو جتنی اس کے اندر سمجھنے کی صلاحیت ہے۔

پس ٹکڑوں ٹکڑوں میں معلومات پہنچانا اور پھران کی پیروی کرنا، ان کا تتبع کرنا اور معلوم کرنا کہ اس سے کیا فائدہ ہوا۔کسی نے ان چیزوں کو استعمال بھی کیا کہ نہیں۔ یہ ایک مسلسل نظام ہے جو باقاعدہ منصوبے کے تحت چلنا چاہئے اور اگر سیکرٹری تبلیغ کوخود اس بات کی استطاعت نہیں ہے۔بعض دفعہ جماعتیں ایسا آدمی چن دیتی ہیں جس کو واقعۃً اس شعبہ کے لئے کوئی خاص استطاعت نہیں ہوتی۔تو اول تو امراء کا کام ہے کہ وہ خود ساتھ مل کر اسے سمجھا کر تربیت دیں اور رفتہ رفتہ ان باتوں کے قابل بنائیں اور اگر یہ نہیں کر سکتے تو ان کے ساتھ بعض خصوصی کاموں کے لئے سپیشلسٹ یعنی تخصیص کے ماہر نائبین مقرر کر دیں، مددگار مقرر کر دیں اور کسی کے سپرد ایک کام کر دیا جائے کسی کے سپرد دوسرا کام کر دیا جائے۔ جماعتوں کی مجبوریاں بھی ہیں۔انتخاب کے وقت محض کسی خاص شعبے کی صلاحیت کو مدنظر نہیں رکھا جاسکتا اس شخص کی دلچسپی کو بھی تو پیش نظر رکھنا پڑے گا اور اس کا تقویٰ کے ساتھ تعلق ہے۔جس شخص کو اللہ تعالیٰ کا زیادہ خوف ہے، خدا کے لئے دل میں زیادہ محبت ہے۔ جماعتی کاموں میں زیادہ دلچسپی لیتا ہے۔اس کی ذہنی اور قلبی صلاحتیں تو اس کے اختیار کی بات نہیں لیکن جماعت دیکھتی ہے کہ یہ لوگ ہیں جو خدمت کرنے والے ہیں ان کے نام وہ چنتی ہے اور یہی ہے جو قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ ذمہ داریاں سپرد کرتے وقت تقویٰ دیکھا کرو۔لیکن ان کے نیچے ایسی ٹیم بنائی جاسکتی ہے جو پہلے مستعد نہیں لیکن ان کو مستعد بنانا مقصود ہو اوران کی صلاحیتوں سے پورا پورا استفادہ کرنا مقصود ہو۔ایسے لوگ مہیا کر کے ان کے سپرد کئے جاسکتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے بعض دفعہ عہدیداران میں براہ راست یہ صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ ٹیم بنائیں۔ میں ان کے لئے بعض نوجوانوں کو تلاش کرتا ہوں۔ذاتی طور پران کو سمجھاتا ہوں، سکھاتا ہوں اور پھر ان کے سپرد کر دیتا ہوں اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان کو ٹیم ملتی ہے جس سے پھر وہ بہت عمدہ کام لینا شروع کر دیتے ہیں۔

پس معلومات کے سلسلہ میں سیکرٹری اصلاح وارشاد کو ایسے Specialist نائبین مہیا کرنے چاہئیں جن کے سپرد مختلف شعبے ہوں مثلاً معلومات مہیا کرنا اور معلومات کو گردش میں رکھنا اور معلومات کے سلسلہ میں وسعت نظر پیدا کرنا، صرف یہ نہیں دیکھنا کہ فلاں اعداد و شمار مہیا ہو گئے

اور ہم نے پہنچا دیئے ہیں بلکہ آگے بڑھ کر یہ سوچنا کہ ان باتوں کو پہنچانے کا مقصد کیا ہے اگر ہمارے پاس Back of stock نہیں ہے۔ اگر ہم دلچسپی پیدا ہونے کے نتیجہ میں ان کی طلب کو پورا نہیں کر سکتے تو ان معلومات کو مہیا کرنے کا کیا فائدہ؟ اس لئے طلب بیدار کرنا اور طلب کو پورا کرنے کے سامان مہیا کرنا یہ اس مخصوص نائب کا کام ہے جو سیکرٹری کے ساتھ اس کام کے لئے متعلق ہو۔ اس کو مرکز سے بار بار خط و کتابت کرنی پڑے گی۔ مرکز سے کر تو سکتا ہے لیکن اصل طریق یہ ہے کہ اپنے ہیڈ کوارٹر سے اپنے ملک کے متعلقہ شعبہ سے وہ تعلق قائم کرے اور جو ملک کا سیکرٹری ہے وہ مرکز سے براہ راست تعلق قائم کرے اور ان سے کہے کہ ہم نے یہ یہ معلومات مہیا کی ہیں۔ فلاں فلاں کتب کے بارہ میں تعارف کرایا ہے۔ ان کو استعمال کرنے کے ڈھنگ سکھائے ہیں اور ہمارے پاس صرف دو موجود ہیں۔ اب طلب شروع ہوگی تو ہم کیا کریں گے اس لئے ہمیں اتنی ضرور بھجوا دیجئے۔ اسی طرح رفتہ رفتہ ان کے لئے جگہیں بھی مہیا کرنی ہونگی۔ کہاں کتابیں رکھی جائیں کس طرح ان کو سلیقے سے رکھا جائے کہ وقت کے اوپر آسانی سے نکالا جا سکے۔ **کام شروع کیا جائے تو جتنا کام سمٹتا ہے اتنا آگے بھی بڑھتا ہے اور معاشرے اسی طرح ہمیشہ ارتقا پذیر ہوتے ہیں۔ جتنا زیادہ آپ کام سمیٹنے کی کوشش کریں گے آپ فارغ نہیں ہوں گے بلکہ کام بڑھے گا اور کام بڑھے گا** تو پھر آپ کو اور آدمیوں کی ضرورت ہوگی اسی لئے میں نے پہلے خطبہ میں ہی یا دوسرے میں یہ نصیحت کی تھی کہ ایک بہت اہم دعا قرآن کریم نے ہمیں سکھائی ہے اس کو ہرگز نہ بھولیں۔ خود بھی کرتے رہیں اور اپنے نائبین کو یا متعلقہ عہدیداران کو بھی سمجھاتے رہیں کہ رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا (بنی اسرائیل: ۸۱)۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اے خدا! ہم جب تیرے نزدیک اس لائق ہوں کہ اعلیٰ مرتبے تک پہنچیں اور تو ہمیں اس اعلیٰ مرتبے میں داخل فرما دے تو وہاں ٹھہرائے رکھنا تو مقصود نہیں ہے۔ ہم تجھ سے یہی توقع رکھتے ہیں کہ تو مزید اگلے درجے کی طرف ہمارے قدم بڑھائے گا اور ایک ہی مرتبے پر نہیں ٹھہرے رہیں گے۔ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ کے ساتھ ہی یہ عرض کیا وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ سچائی کے ساتھ اس مقام پر پہنچا اور سچائی کے ساتھ اس سے نکال لے اور ایک اور اعلیٰ مقام تک پہنچا دے اس کے لئے مددگار کی ضرورت ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جو قرآن کریم نے

سمجھایا ہے۔ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا۔ روحانی مراتب ہوں یا علمی مراتب ہوں یا دنیاوی کوششوں کے ذریعہ حاصل ہونے والے مراتب ہوں سب جگہ ایک سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا کی ضرورت ہے جو ہر شخص کو پیش آتی ہے۔ انبیاء کو بھی پیش آتی ہے۔ انبیاء کے روحانی مراتب کے لئے ان کو جبرائیل سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا کے طور پر عطا کیا جاتا ہے روح القدس عطا کی جاتی ہے اور دین کے دیگر مشاغل ہیں اور دیگر مقاصد کو پورا کرنے کے لئے فرشتوں کے علاوہ انسانی فرشتے بھی مہیا کئے جاتے ہیں اور ان کے لئے ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ و علیؓ پیدا کئے جاتے ہیں۔ تو آپ کو بھی سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا کی بہر حال ضرورت ہے اور سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا اندرونی بھی ہوتا ہے اور بیرونی بھی۔ اندرونی طور پر تو چند مثالیں میں نے دیں۔ بیرونی طور پر خدا تعالیٰ غیروں کے دلوں میں بھی اپنے پاک بندوں کی مدد کے لئے تحریک فرما دیتا ہے اور اچانک ضرورت کے وقت ایسی جگہ سے مددگار مہیا ہو جاتے ہیں جن کے متعلق انسان وہم و گمان بھی نہیں کرسکتا تو اس مضمون کو صرف دعا کے طور پر ادا نہیں کرنا بلکہ اس کی حکمت کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

پس آپ جب کسی عہدیدار کو تیار کرتے ہیں تو رفتہ رفتہ اس کو سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا مہیا کریں یا اس میں یہ صلاحیت پیدا کرنے کی کوشش کریں کہ نوجوانوں میں سے بعض دفعہ ایسے بوڑھوں میں سے بھی بہت بڑے مددگار مل جاتے ہیں جو ریٹائر ہو گئے ہیں، اپنے کاموں سے فارغ ہو گئے ہیں اور ان کو زندگی کا کوئی اور مشغلہ درپیش نہیں اور اگر جماعت ان سے فائدہ نہ اٹھائے تو وہ ضائع ہو کر رفتہ رفتہ ایک بیکاری کی زندگی میں خدا کے حضور حاضر ہوں گے اور کوئی مومن پسند نہیں کرتا کہ یہ بے کاری کی حالت میں اپنے رب کے پاس جائے۔ پس ایسے بوڑھے جو فارغ ہوں ان میں بعض دفعہ خدا تعالیٰ یہ تحریک پیدا فرماتا ہے اور یہ بھی دعاؤں کے نتیجہ میں ہے کہ وہ اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں تاکہ آخری سانس تک خدمت کا موقع ملے تو ان سے بھی فائدہ اٹھانا چاہئے۔ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا پیدا کرنے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ ان کے لئے بھی یہ نصرت ہے جن سے خدمت لی جاتی ہے اور سلطان نصیر کی یہ دعا دوطرفہ کام کرتی ہے کیونکہ وہ لوگ جن کو پہلے دین کی خدمت کی عادت نہیں جب رفتہ رفتہ ان سے خدمت لی جاتی ہے تو ان کے اندر سے ایک نیا شعور پیدا ہوتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں تو اب زندگی کا پتہ چلا ہے اس سے پہلے تو غفلت کی حالت میں وقت ضائع کیا اور ان کو زندگی کا لطف آنے

لگ جاتا ہے۔اپنے سے کام لینے والوں کو دعائیں دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ دین کی مدد کر رہے ہوتے ہیں اور دین ان کی مدد کرتا ہے اور ان کے اندر بھی وہ روحانی ترقی کا سفر شروع ہو جاتا ہے جس کا اس دعا میں ذکر موجود ہے۔ تو تبلیغ کرنے کے لئے جب آپ کام شروع کریں گے۔لٹریچر کے ساتھ جماعت کو متعارف کرائیں گے۔آڈیو اور ویڈیو کے ساتھ جماعت کو متعارف کرائیں گے تو لازماً اس کے نتیجہ میں یہ کام بڑھے گا اور کام بڑھے گا تو اس کام کو سمیٹنے کے لئے مددگار بھی چاہئیں اور کچھ خرچ بھی چاہئے اس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت پیش آئے گی۔مثلاً میں نے دیکھا ہے جب ہم کہتے ہیں کہ آڈیو ویڈیو سے جماعت کو متعارف کرایا جائے۔ان کو بار بار بتایا جائے کہ ہمارے پاس کیا نئی چیز آئی ہے اور کیا پہلی ایسی چیزیں ہیں جن سے آپ فائدہ اٹھا سکتے ہیں تو طلب شروع ہو جاتی ہے اور اس طلب کو پورا کرنے کے لئے جو مناسب مشینیں ہیں وہ موجود نہیں ہوتیں۔ جب تک آڈیو ویڈیو اچھے طریق پر وسیع پیمانے پر پیدا کرنے اور ان کو بڑھانے کا انتظام نہ ہو اس وقت تک ایک خلا رہے گا۔معلومات بھی پہنچیں گی۔طلب بھی پیدا ہو جائے گی لیکن طلب کو پورا کرنے کے لئے اگلا قدم نہیں اٹھا سکتے۔اس کے لئے الگ ٹیمیں بنانے کی ضرورت پڑتی ہے۔

چنانچہ یہاں انگلستان کی مثال آپ کے سامنے ہے جب سے میں یہاں آیا ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بھی پروفیشنل کو جو فن کا ماہر ہو اس کے وقت کی اجرت دے کر ہمیں اپنے کاموں کو سرانجام دینے کے لئے رکھنا نہیں پڑا۔ایسے نوجوان آگے آئے جن کا اس شعبہ سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا۔غلطیاں بھی ہوئیں مگر رفتہ رفتہ سیکھا، رفتہ رفتہ نئے نئے آلے، نئی نئی ایجادات ان کو مہیا کی گئیں اور اب خدا کے فضل سے یہ شعبہ بہت ترقی کر چکا ہے اور بہت ہی اعلیٰ سطح کی صلاحیتیں حاصل کر چکا ہے۔ یہاں تک کہ پھر آڈیو کے بعد ویڈیو کو الگ کیا گیا۔اس کے لئے ایک الگ شعبہ قائم ہوا اور اس نئے شعبہ میں خدا کے فضل سے حیرت انگیز ترقی ہوئی۔نئے نئے رستے انہوں نے تلاش کئے، نئے نئے آلے ان کو مہیا کئے گئے یا انہوں نے طلب کئے تو رفتہ رفتہ یہ سب کام بڑھتا چلا جا رہا ہے، پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا مہیا ہو رہے ہیں۔ان کی ضرورتیں بھی پوری ہو رہی ہیں لیکن جماعت کے اوپر کوئی الگ بوجھ نہیں ہے۔شعبہ کو بناتے وقت تھوڑی سی محنت کرنی پڑتی ہے۔اس کے بعد انسان بےفکر ہو کر عمومی نگرانی کرتا ہے۔

پہلے بھی میں نے بارہا جماعت کو سمجھایا ہے کہ تخلیق کائنات کے متعلق قرآن کریم نے جو

مضمون بیان کیا ہے اس پر غور کرو۔ چھ دنوں میں ساری کائنات کو پیدا کر کے اس کو درجہ کمال تک پہنچا دیا اور جب سب نظام خود کار آلوں کی طرح چل پڑا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ (الاعراف: ۵۵) پھر خدا تعالیٰ عرش پر مستوی ہو گیا یعنی جس طرح جائزہ لینے کے لئے، آفاقی نظر سے دیکھنے کے لئے کوئی بلند مقام پر فائز ہو اور صرف یہ دیکھ رہا ہو کہ کیسے چل رہا ہے یا اگر کہیں کوئی رخنہ پیدا ہو تو اس کے لئے سزا دینے والا یا روکنے والا یا کمی پوری کرنے والا جو نظام مقرر ہے وہ مستعد ہے کہ نہیں۔ وہ کر کے پھر اور آسمانوں کی تخلیق کے لئے (خدا تعالیٰ کے متعلق یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ وقت مل گیا لیکن) توجہات فارغ ہو گئیں اور توجہات کے فارغ ہونے کا محاورہ قرآن کریم نے خود بیان فرمایا ہے۔ سَنَفۡرُغُ لَکُمۡ اَیُّہَ الثَّقَلٰنِ (الرحمان: ۳۲) اے دو بڑی بڑی وسیع طاقتو اور بھاری لوگو! ہم تمہارے لئے فارغ ہوں گے۔ خدا کے لئے فراغت کے معنی ویسے تو نہیں ہوتے جیسے ہمارے لئے ہوتے ہیں لیکن بہر حال لفظ فراغت قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کے لئے بھی استعمال فرمایا ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ سے مراد میں یہی سمجھتا ہوں کہ ایک اچھا منتظم جب ایک کام کو چلا کر اور جاری کر کے روز روز کے کاموں کے دھندوں سے نجات حاصل کر لے اور انسانی سطح پر فارغ کے جو معنی ہیں ان معنوں میں نسبتی طور پر فارغ ہو جائے تو اس کو پھر اور کاموں کی طرف متوجہ ہونے کا وقت مل جاتا ہے اور اس طرح نظام ہمیشہ ارتقاء پذیر رہتا ہے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔

امراء کو بھی اس مضمون کو سمجھنا چاہئے سب عہدیداران کو سمجھنا چاہئے۔ بات سن کر اتنی سی بات پر عمل کر کے رسمی طور پر اس بات کا حق ادا کیا، گہرائی میں جا کر اس بات کا حق ادا نہ کیا ان دو باتوں میں فرق ہے۔ مومن وہ ہے جو رسمی طور پر حق ادا نہیں کرتا بلکہ اوامر اور نواہی میں گہرائی میں جا کر حق ادا کرتا ہے اور جو لوگ علم میں ڈوب کر اس کو سمجھتے ہیں، اس کے تقاضوں کو سمجھتے ہیں ان کا علم ترقی کرتا ہے اس علم کے ذریعہ ان کو نئے نئے فوائد حاصل ہوتے رہتے ہیں۔ بہر حال یہ مضمون بعض باتوں کے کچھ تھوڑا سا زیادہ تفصیل میں چلا گیا ہے۔ اصل مضمون کی طرف واپس آتے ہوئے میں عرض کرتا ہوں کہ عہدیداران کو، خصوصاً امراء کو معلومات مہیا کرنے کے نظام کو بہتر بنانا پڑے گا اور خود دلچسپی لینی ہوگی اور گہری ذاتی دلچسپی لیں گے تو ان کو نئے نئے خیالات آئیں گے، نئی نئی تجویزیں سوجھیں گی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالآخر ایک نہایت عمدہ خود کار نظام کی طرح تبلیغ کا یہ شعبہ چل پڑے گا

اور پھر وہ دوسری طرف توجہ کر سکیں گے۔

معلومات کے سلسلہ میں معلومات پہنچانے کی طرح معلومات حاصل کرنا بھی بہت ضروری ہے۔اس سے پہلے میں نے معلومات حاصل کرنے کے متعلق بعض باتیں سامنے رکھی تھیں۔اب ایک عملی مثال آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ آپ جائزہ لیں کہ کتنے احمدی نوجوان، بوڑھے، مرد، عورتیں تبلیغ میں دلچسپی لیتی ہیں تو ہمیں لسٹیں آجاتی ہیں اور بڑی بڑی لمبی لسٹیں ہوتی ہیں۔بعض ملکوں سے ہزاروں کی لسٹیں آتی ہیں۔ پاکستان سے ۷۰ ہزار کے قریب ایک لسٹ آئی تھی یا ایک لسٹ کی کئی قسطیں آئی تھیں جس سے پتہ چلا کہ گویا پاکستان میں اتنے احمدی دعوت الی اللہ کے کام میں دلچسپی رکھ رہے ہیں اور انہوں نے اپنے نام بھی لکھوائے ہیں۔افریقہ کے ممالک سے، یورپ کے ممالک سے بھی نسبتاً چھوٹی چھوٹی فہرستیں مگر آتی ضرور ہیں۔اگر یہ فہرستیں واقعۃً درست ہیں تو اس کے نتیجہ میں جو نتیجہ خیز کام ہونا چاہئے وہ تو موجودہ نتائج کے مقابل پر سینکڑوں گنا زیادہ ہونا چاہئے لیکن ایسی بات نہیں ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ معلومات حاصل کرنے کا انداز بھی سطحی ہے جس طرح معلومات پہنچانے کے انداز میں بھی گہرائی چاہئے معلومات حاصل کرنے کے انداز میں بھی گہرائی چاہئے اور بامقصد کام ہونا چاہئے۔اب فہرستیں آپ اکٹھی کر لیں اور ان کو کسی جگہ کاغذوں کے نیچے غرق کر دیں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔رسمی طور پر آپ کے سر سے بوجھ اتر گیا۔آپ نے مرکز کی ہدایت کو پورا کر دیا مگر وہ ہدایت کس کام آئی ہمیشہ اپنے ذہن کو اس بات پر مستعد رکھا کریں کہ وہ نتیجے کی تلاش کیا کرے۔صرف نتیجہ پیدا کرنے کے ذرائع کی تلاش نہ کرے بلکہ نتیجے پر دھیان رکھے۔اگر نتیجہ نہیں نکلتا تو پھر قابل فکر بات ہے کوئی نہ کوئی مرض لاحق ہے یا کوشش کرنے والے میں نقص ہے یا اس شخص میں نقص ہے ان لوگوں میں نقص ہے جن کے لئے کوشش کی جاتی ہے مگر نتیجہ اگر نہیں نکلتا تو تسکین سے بیٹھنے کا کوئی حق نہیں رہتا۔دعاؤں میں کمی ہے تو اس طرف توجہ دی جائے۔ اپنے کام میں طریق کار میں کچھ نقائص موجود ہیں تو ان کو ڈھونڈا جائے۔

یہ معلومات کا جو سلسلہ ہے اس میں معلومات حاصل کرنے کا بھی ایک جز ہے اور اس میں بھی گہرائی یا سطحی انداز پائے جاتے ہیں۔ گہرائی سے میری مراد یہ ہے کہ جب آپ معلوم کرتے ہیں کہ کتنے آدمی تبلیغ میں دلچسپی لے رہے ہیں یا دلچسپی لینے کا وعدہ کرتے ہیں تو پھر فوری طور پر ان کی اگر

روزانہ نہیں تو ہفتہ وار یا پندرہ روزہ نگرانی کا کام ساتھ ہی شروع کر دیا جائے ،ان سے رابطے ہوں ،ان کے پاس مرکزی عہدیداران پہنچیں یا ان کے نمائندے پہنچیں ،ان سے ملاقاتیں کریں۔ان سے معلوم کریں کہ آپ نے جو یہ وعدہ کیا تھا اسے پورا کرنے کے کیا انداز ہیں ،کیا طریق اختیار کئے گئے ہیں ،اب تک کے تجارب کیا کہتے ہیں آپ نے کس طرح کام کو آگے بڑھایا ہے اگر اس طرز پر وہ چھان بین شروع کریں گے تو معلوم ہوگا کہ فہرست میں جو اکثر نام درج ہیں وہ فرضی سے ہیں یعنی نام حقیقی تو ہیں لیکن اس حقیقت میں کوئی گہرائی نہیں۔ایک سطحی پن ہے کاغذ کی سطح پر نام درج ہوئے اور وہیں ٹھہر گئے۔عمل کی دنیا میں ان ناموں نے کوئی روپ نہیں دھارا،کوئی شکل اختیار نہیں کی ،اس لئے وہ نام سطحی رہ جاتے ہیں۔

اس ضمن میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس شعبے کو دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑے گا۔اس جائزے کے دوران یہ معلوم کر لیا جائے کہ عملاً وہ کتنے احمدی ہیں جن کو تبلیغ کی دھن سوار رہتی ہے اور وہ بعض جگہ گنتی کے چند ملیں گے۔بعض جگہ بیسیوں بھی مل سکتے ہیں بعض جگہ سینکڑوں بھی لیکن اکثر صورتوں میں ایسے فعال احمدی جو دن رات تبلیغ کا فریضہ ادا کرتے ہیں وہ تعداد میں بہت کم ہیں۔ان کی الگ فہرست بنائی جائے اور کسی کے سپرد کیا جائے کہ ان کے ساتھ رابطہ رکھو، ان کے حوصلے بڑھاؤ، ان کو کام کے نئے نئے طریق بتاؤ ان کی ساری ضرورتیں پوری کرو، ان کے ساتھ ان کے اردگرد رہنے والے احمدیوں میں سے بعض نوجوان مددگار کے طور پر دو۔اگر با قاعدہ عہدہ نہیں تو اپنی ٹیم کے سرداران کو بناؤ اور ان کے سپرد یہ کام کرو کہ بعض دوسروں کو بھی یہ تربیت دیں۔یہ کام اگر شروع کیا جائے تو دراصل ہمہ وقتی کام ہے لیکن چونکہ ہم سب جز وقتی کام کرنے والے ہیں یعنی اپنے دوسروں کاموں کے علاوہ دین کا جز وقتی کام کرتے ہیں اس لئے بہت ہی مصروف آدمی کی ضرورت ہے۔یعنی ایسے آدمی کی ضرورت ہے جو مصروف رہنا جانتا ہو۔جب میں نے مصروف لفظ کہا تو مراد یہ ہے کہ ایسا شخص جو مصروفیت کے بغیر رہ نہ سکے۔میرا جائزہ اور تجربہ یہ ہے کہ جب مصروف آدمی کے سپرد کام کئے جائیں تو وہ ہو جاتے ہیں۔**فارغ وقت والے آدمی کے سپرد کام کئے جائیں تو نہیں ہوتے کیونکہ فارغ وقت والا ہوتا ہی وہی ہے جس کو اپنے وقت کی قیمت معلوم نہیں ہوتی اور وقت ضائع کرنا اس کی عادت بن چکا ہوتا ہے۔اس لئے اگر فارغ وقت آدمی کو پکڑنا ہے تو رفتہ رفتہ اسے مصروف رہنا سکھانا ہوگا** اور اس کے لئے بعض دفعہ اس کے مطلب کی چیز اگر اس کے سپرد کی جائے تو

اس سے رفتہ رفتہ اس کو کام کی عادت پڑ جاتی ہے۔

پس جب آپ اس شعبہ کے لئے کوئی آدمی تلاش کریں گے تو نظر ڈالیں مختلف لوگ مختلف کاموں میں دلچسپی لیتے ہیں۔ ان کے مختلف طبعی تقاضے ہیں ان کو ملحوظ رکھتے ہوئے صحیح آدمی کی تلاش کرنا، صحیح آدمی کو صحیح جگہ کام دلانا یہ سیادت کی ضروری باتیں ہیں اور ہر احمدی امیر سے میں توقع رکھتا ہوں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اعلیٰ سیادت کی صلاحیتیں موجود ہیں۔ پس اس رنگ میں اپنی صلاحیتوں کو ٹٹول کر باہر نکالیں اور ذاتی دلچسپی لے کر یہ معلوم کیا کریں کہ فلاں اچھے کام کے لئے فلاں شخص موزوں ہے کہ نہیں؟ پس مصروف آدمی کو تلاش کریں یعنی جو طبعاً اور فطرتاً کاموں کا عادی ہو اور ایسے شخص کو جب آپ دین کے کام دیتے ہیں تو بالعموم یہ ہوتا ہے کہ اس کی دوسری مصروفیتیں جھڑنے لگ جاتی ہیں اور ان کی جگہ دین کے کام قبضہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ وہ شخص جو پہلے سمجھتا تھا کہ میرے پاس وقت نہیں ہے وہ سمجھتا ہے کہ دوسری چیزوں کے لئے وقت نہیں ہے دین کے لئے وقت ہے تو اس طرح ساری قوم ترقی کرتی ہے۔ بہر حال ایسے آدمی کے سپرد کام کریں جو اپنے آپ کو اس میں کھودے۔ اس کو یہ لگن لگ جائے کہ یہ میرا کام ہے۔ واسطے رکھے پتہ کرے کہ یہ جو ہمارے مخلصین تبلیغ کر رہے ہیں ان کے کیا کیا طریق ہیں۔ پھر جو طریق اس کو پسند آئے اس سے دوسروں کو مطلع کرے۔

بعض دفعہ جلسے ہوتے ہیں جن میں مبلغین کے تجارب کے متعلق تقاریر ہوتی ہیں۔ جو لوگ سنتے ہیں ان کے دل پر اچھا اثر پڑتا ہے لیکن ایسے رسمی جلسے تو سال میں ایک دو مرتبہ ہوتے ہیں اور یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ ساری جماعت ہفتہ وار ایسے جلسوں میں شامل ہو سکے لیکن ایک ذہین آدمی جب ایسے تبلیغ کرنے والوں کے واقعات سنتا ہے جس سے وہ متاثر ہوتا ہے تو اس کو فوراً چاہئے کہ اس سے استفادہ کرنے کا بھی تو سوچے۔ اس کو چاہئے کہ مثلاً اپنے اخبار احمدیہ میں اگر اخبار احمدیہ کے نام سے کوئی چیز شائع ہو رہی ہے یا رسالوں میں یا دیگر ممالک کے رسالوں میں ان دلچسپ اور دلکش اثر انداز ہونے والے واقعات کو شائع کرے پھر نوجوانوں کو اس کے ساتھ ملائے ان کو کہتے کہ تم اپنے محلے میں جہاں جہاں نماز ہوتی ہے وہاں دورہ کرو اور بیٹھ کر مجالس لگاؤ اور یہ باتیں سناؤ تو کئی رنگ میں ایک اچھے تجربے سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اور اس کے نتیجہ میں نئے تجارب مہیا ہو سکتے ہیں یعنی انسان کوئی نئی باتیں سوجھ سکتی ہیں اور وہ ان پر عمل کر سکتا ہے اور پھر نئے دلچسپ تجربے ظہور میں آسکتے ہیں تو کام ہمیشہ بڑھتا رہتا ہے اگر آپ کام کریں۔

جہاں کام بڑھ نہیں رہا وہاں اس کے اندر کچھ کمزوری ہے وہ انسان جو خود اپنی ذات میں سکڑ رہا ہو۔ اس بات کی علامت ہے کہ اس کے کام نہیں بڑھ رہے جب کام بڑھیں گے تو انسان کی شخصیت بھی وسیع تر ہوتی چلی جاتی ہے پھیلتی چلی جاتی ہے، وہ اپنی حدود سے باہر آجاتی ہے اور اس کی نئی حدود قائم ہوتی ہیں ۔ پس جماعتوں کی شخصیتیں بھی اسی طرح بڑھتی ہیں۔ جو جماعتیں مستعد ہیں ان کے اوپر آپ بوجھ ڈالتے چلے جائیں وہ اور زیادہ مستعد ہوتی چلی جائیں گی اور کام بنتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ بڑے بڑے کاموں کے کارخانے قائم ہو جاتے ہیں اور کوئی پتہ نہیں لگتا، کوئی شور نہیں پڑتا۔ کوئی ہنگامہ نہیں ہے۔ کوئی افراتفری کے مطالبے نہیں ہیں کہ یہ کام آپڑا یہ مہیا کرو۔ فلاں کام ہے یہ کام کرو مثلاً کراچی کی جماعت ہے۔ ایک لمبے عرصے سے خدا کے فضل سے ارتقاء پذیر ہے اور اس جماعت پر خدا تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ اگر کبھی چھوٹے چھوٹے فتنوں نے سر اٹھانے کی کوشش بھی کی تو اللہ تعالیٰ نے جماعت کو عمومی طور پر ایسی بیدار مغزی عطا کی ہے کہ وہ فوراً ان پر غالب آجاتی رہی اور اس وجہ سے اب وہاں ایک پورا بھاری نظام جاری ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے خوبصورت کام کی تعریف یہ ہوتی ہے کہ وہ بے آواز ہو، اس میں شور نہ ہو، جو خود بخود جاری ہو جائے وہی اصل کام ہے۔

اب کائنات میں دیکھیں کہ ان گنت نظام جاری ہیں ان گنت قوانین ہیں لیکن دیکھیں کتنی خاموشی سے کام چل رہے ہیں۔ اتنی خاموشی ہے کہ دیکھنے والے کو نیند آجاتی ہے وہ غافل ہو جاتا ہے وہ سمجھتا ہے ہو ہی کچھ نہیں رہا۔ درخت کے ایک پھل بننے تک کے حالات پر غور کریں۔ کتنے بے شمار قانون ہیں جو اس میں حرکت میں ہیں۔ کام کر رہے ہیں ایک آم انسان نے اگر بنانا ہو تو سوچیں اس کے لئے اس کو کتنے بڑے کارخانے کی ضرورت پڑے گی یعنی ان چیزوں سے بنانا ہو جن چیزوں سے خدا تعالیٰ نے آم بنا کر دکھا دیا ہے اور روز مرہ ہم اس کا مشاہدہ کرتے ہیں لیکن چونکہ نظام بہت اعلیٰ درجے کا ہے اور بہت عمدگی سے کارفرما ہے اس لئے اس کی آواز ہی نہیں آتی۔ مزہ چکھتے ہیں پھر بھی آواز نہیں آتی ۔ پتہ ہی نہیں لگتا کہ یہ کیسے ہوا اور چیزیں کیا مہیا کی گئی ہیں تھوڑی سی مٹی ہے پانی ہے روشنی ہے اور ہوا ہے۔ یہ امریکہ کے یا روس کے اعلیٰ ترقی یافتہ سائنسدانوں کو مہیا کر دیں کہ یہ لو مٹی، یہ ہوا، یہ پانی اور یہ روشنی اور اس سے تم آم بھی بناؤ، امرود بھی بناؤ، اور ہر قسم کی غذائیں پیدا کرو، گندم بھی اسی سے بنے، کچھ نہ کچھ سائنس دان آج کل بنا سکتے ہیں، ادنیٰ ادنیٰ معمولی معمولی کیمیاؤں سے وہ بڑی بڑی

ترقی یافتہ کیمیاوی شکلیں بنالیتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں لیکن ایک آم بنانے کے لئے کتنے کارخانوں کی ضرورت پڑے گی؟ کتنا شور برپا ہوگا؟ کتنی ہوا میں پلوشن Pollution ہوگی؟ آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ اس سے فائدہ کتنا اور نقصان کتنا زیادہ ہوگا۔ ہم جتنے کام بھی کر رہے ہیں ان سے شور ہی اتنا پیدا ہو رہا ہے کہ اس سے ہی لوگوں کے اعصاب تباہ ہو رہے ہیں۔ اور فضا میں اتنی پلوشن ہو رہی ہے کہ اس کے نتیجہ میں ہم اب یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ ترقی کی اعلیٰ حالتوں کی بجائے نسبتاً سادہ صورتوں کی طرف لوٹ جائیں یہ بہتر ہے یا اسی طرح آگے بڑھتے رہیں کیونکہ ہر کام جو انسان کر رہا ہے، ہر چیز جو انسانی صنعت کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے اپنے ساتھ ایسا فضلہ چھوڑ رہی ہے جس کا کوئی فائدہ مند استعمال نہیں ہے بلکہ وہ زہر پیدا کر رہا ہے۔ کائنات میں اللہ تعالیٰ نے جو کارخانے بنائے ہیں ان کا فضلہ اس کا ذرہ ذرہ دوبارہ صحیح مصرف میں استعمال ہو رہا ہے اور یہ صنعت کا کمال ہے۔ اب آم بنیں یا پھول بنیں یا اور پھل بنیں یا پتے بنیں یا شاخیں بنیں، جو کچھ بھی بنتا ہے جب بھی کوئی چیز بنتی ہے اس میں کچھ زائد چیزیں بے کار چیزیں نکل کر فضا میں ادھر ادھر پھیل رہی ہوتی ہیں یا زمین میں جذب ہو رہی ہوتی ہیں۔

پس خدا تعالیٰ نے زندگی کے عمل کے ذریعہ عام کیمیاء کو نامیاتی کیمیاء میں تبدیل کیا ہے اس کے لئے جو کارخانہ بنا ہوا ہے وہ دیکھنے میں ہر جگہ ایک جیسا ہی ہے۔ گھاس پھوس ہو یا جھاڑیاں ہوں یا درخت ہوں، بنیادی طور پر سب ایک ہی قسم کا کارخانہ ہے۔ اس میں آپ کوئی فرق محسوس نہیں کر سکتے لیکن ہر قسم کی مختلف چیزیں وہ بنا رہے ہیں اور ہر ایک کا Waste Product زندگی کی بقاء کے لئے ضروری ہے اور ایسا حسین توازن ہے کہ ایک ذرہ بھی ایسا نہیں جس کو آپ کہہ سکتے ہوں کہ یہ دراصل ہمیں ترقی کرنے کی سزا مل رہی ہے۔ مثلاً آکسیجن اور کاربن ڈائی آکسائیڈ ان دو چیزوں کا عمل زندگی کی کیمیاء میں یا زندگی کی کیمیا گری میں سب سے نمایاں ہے اور ان دونوں کا توازن اتنا حسین طور پر قائم رہتا ہے کہ اس سے کسی قسم کے Environment کو فضاء کو یا زمین کو یا پانیوں کو کوئی نقصان نہیں ہوتا اور ہر چیز جو کچھ پھینک رہی ہے وہ کسی اور دوسری چیز کی بقاء کے لئے کام آ رہی ہے تو یہ ہے خدا تعالیٰ کا کارخانہ جو خاموشی سے چلتا ہے اتنی خاموشی سے چلتا ہے کہ سنائی نہیں دیتا اور جو کم نظر ہیں ان کو دکھائی بھی نہیں دیتا۔ جن کی بقاء کا سہارا بنا ہوا ہے وہ سمجھتے ہیں ہم خود ہی اپنی بقاء کا

سہارا ہیں۔ یہ ساری چیزیں از خود ہو رہی ہیں تو اتنا عظیم الشان کارخانہ یہ دھوکا دینے لگے کہ میں از خود ہوں، یہ صنعت کاری کا کمال ہے۔ یہ انتظام کا معراج ہے اور اس پہلو سے میں چاہتا ہوں کہ ہم ایک زندہ جماعت ہیں اس کے غلام ہیں جس کو روحانی اور علمی معراج عطا ہوا اس لئے ہم بھی اپنے کاموں کو درجہ معراج تک پہنچانے کے لئے کوشش کرتے رہیں اور خدا تعالیٰ نے جس طرح ہمیں نظام کائنات کو چلانا سکھایا ہے اسی طرح ہم اپنے نظام جماعت کو ترقی دیتے چلے جائیں اور اس ترقی کی کوئی آخری منزل نہیں ہے، یہ ہمیشہ جاری و ساری رہنے والی ہے۔ جب ایک کام سے آپ فارغ ہوں گے تو دوسرا کام آپ کے سامنے آجائے گا فراغت کا یہ معنی نہیں کہ بے کار بیٹھو۔ فراغت کا مطلب یہ ہے کہ ایک کام کو جاری کردو۔ وہ خود کار آلے کی طرح چل پڑے۔ پھر اس کو لطف کے ساتھ دیکھو وہی تمہاری جزاء ہے پھر اپنے وقت کو دوسرے کام کے لئے استعمال کرو اور ایک اور کام اس طرح جاری کردو۔ غرضیکہ اسی طریق پر اگر ہم اپنے کاموں کو آگے بڑھاتے رہیں تو جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے روز بروز ترقی کی منازل طے کرتی رہے گی۔

یہ باتیں تو دو تین ہی کہی ہیں لیکن ان کو تفصیل سے سمجھانا ضروری تھا اس لئے پورے خطبہ کا وقت انہی ایک دو باتوں میں صرف ہو گیا۔ آئندہ انشاء اللہ اسی مضمون سے متعلق مزید کچھ باتیں بیان کروں گا۔ آخر پر دعا کی طرف پھر توجہ دلاتا ہوں کیونکہ میرا ایمان بھی ہے اور زندگی بھر کا تجربہ بھی یہی ہے کہ کسی کام میں دعا کے بغیر برکت نہیں پڑتی۔ دعا مانگیں اور دل ڈال کر دعا مانگیں۔ اپنی عاجزی اور بے کسی کو محسوس کرتے ہوئے دعا مانگیں اور ہمیشہ دعا مانگتے رہیں۔ دعا کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے کاموں میں برکت دے اور ہمارے خیالوں میں اور سوچوں میں برکت دے اور ہمارے خیالوں اور سوچوں کو عمل کی دنیا میں ڈھالنے کی توفیق ہمیں عطا فرمائے۔ پھر ان کاموں کو برکت دے اور اپنے فضل سے خود ان کو پھل لگاتا چلا جائے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ ہم نے بہت سفر طے کرنا ہے۔ وقت بہت تھوڑا ہے اور جیسا کہ میں نے پہلے عرض کی تھی کہ ہمیں کوشش یہ کرنی چاہئے کہ آج جو جماعت ہے یہ **بالعموم اپنی زندگی میں ایک کروڑ نئے احمدی پیدا کردے**۔ اگر ہم اس مقصد کو حاصل کرلیں تو میں یقین دلاتا ہوں کہ وہ کروڑ پھر ایک جگہ ٹھہرنے والے نہیں ہوں گے وہ دسیوں بیسیوں کروڑ بنیں گے اور بہت تیزی کے ساتھ دنیا میں روحانیت کا آخری انقلاب برپا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین